اہل طریقت کا ترجمان

مجلہ آئینہ کرم

منگانی شریف جھنگ

بیاد قطب الارشاد فرد الافراد

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری قدس اللہ سرہ العزیز

آبروئے ما زنام مصطفی است

قادریہ آرگنائزیشن (منگانی شریف جھنگ)

عمارت جس میں سرکار غوث اعظم کی والدہ ماجدہ کا مزار پرانوار ہے

مزار پرانوار والدہ ماجدہ

بیرونی منظر مزار مبارک حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

مزار پرانوار والد گرامی حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

روضہ مبارک حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مزار مبارک

مزار مبارک حضرت ابو سعید مبارک مخزمی مرشد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

الفاتحة

هذا مرقد العلامة

الشيخ ابو سعيد المبارك المخرمي

لوح مزار مبارک (منطقہ سعیدیہ عراق)

خوشا مدرسہ، مسجد و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بفضل عنایت
حضرت پیر محمد مظہر حسین قادری
زیب سجادہ آستانہ عالیہ

بظل حمایت
پیر محمد اختر حسین قادری
برمنگھم برطانیہ

زیر ادارت
ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین قادری
منگانی شریف

اہل طریقت کا ترجمان

مجلہ
آئینہ کرم
منگانی شریف جھنگ

شمارہ 32۔ ربیع الاول 1433ھ فروری 2012

فہرست

رابطہ برائے خط و کتابت
قادریہ آرگنائزیشن دربار کرم طاہر آباد منگانی شریف چک نمبر 171 ڈاکخانہ 214 تحصیل و ضلع جھنگ

ڈھوک کشمیریاں......تا......سُوئے یاراں

سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری کے سفر زیاراتِ مقدسہ

تحریر و ترتیب: افتخار احمد حافظ قادری

ایک حدیث نبوی ﷺ کا اُردو میں مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ "نیک لوگوں کا ذکر کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے"۔ ہم سب کی خواہش اور کوشش ہونی چاہئے کہ ہم پر بھی رحمت خداوندی کا نزول ہوتا رہے۔ اس کیلئے ہمیں اپنے سلسلہ کے مشائخ عظام بالخصوص اور جملہ سلاسل ہائے طریقت کے بزرگانِ دین کا بالعموم، کسی نہ کسی صورت ذکر کرنا چاہئے۔ اُن کے اقوال مبارکہ کا مطالعہ کرنا چاہئے پھر کوشش کر کے اُن اقوال پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ اُن کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف بھی حاصل کرنا چاہئے کیونکہ اگر ایک عام مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے تو پھر اُن اولیاء اللہ کی بارگاہوں کا کیا مقام ہوگا؟

ستمبر 2011ء میں جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری کی قیادت و سیادت میں اندرون ملک جن زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا، اُن مقاماتِ مقدسہ کا ذکر خیر ان سطور میں قارئین کی نذر ہے۔

بروز منگل مؤرخہ 20 ستمبر 2011ء چار یارانِ طریقت کا ایک قافلہ جناب قبلہ سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری صاحب کے ہمراہی میں زیاراتِ مقدسہ کے 5 روزہ روحانی سفر پر روانہ ہوا۔ قبلہ شاہ صاحب کے علاوہ اس قافلہ میں جناب وقار حسین قادری، وقاص حیدر قادری اور اس بندۂ ناچیز کو شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ تمام سفر بذریعہ موٹر کار طے ہوا اور ڈرائیونگ کے فرائض جناب وقار حسین قادری صاحب نے سرانجام دیئے۔

اس سفر روحانی کی پہلی منزل دھڑ شریف میں حاضری تھی۔ نماز فجر سے قبل براستہ موٹر وے لاہور کیلئے روانہ ہوئے۔ نماز فجر چکری ریسٹ ایریا میں ادا کی، ایک مقام پر ناشتہ کیا اور لاہور موٹر وے اُترنے کے بعد "رنیالہ خورد" روانہ ہوئے اور 12 بجے کے قریب دھڑ شریف حضرت سید سردار علی شاہ بخاری قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں پہنچ گئے۔

سید سردار علی شاہ بخاری قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی سید سردار علیشاہ اور والد ماجد کا نام نامی سید میرن شاہ تھا۔ آپ سادات حسینی، بخاری اور شجرہ نسب کے لحاظ سے مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ کے 38 ویں پشت کے بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت 1305ھ بمطابق 1886ء کو ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں "بارہ چک کڑکئی" میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر پندرہ برس ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار نے گاؤں مذکورہ سے ہجرت فرمائی اور دھڑ شریف میں تشریف لائے۔ پہلے یہاں پر جنگل تھا، آپ کی آمد سے ہی یہ گاؤں آباد ہوا۔

ایام جوانی میں شیخ کامل کی بیعت کا شوق اس قدر غالب ہوا کہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر اپنے دیرینہ دوست اللہ دتہ نمبردار موضع منگن (اوکاڑہ) کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کسی کامل مرشد کی تلاش ہے۔ اس نے کہا میں نے فتح پور گوگیرہ میں ایک بزرگ دیکھے ہیں۔ آپ اُن کے پاس جائیں، ان شاء اللہ دل کو راحت نصیب ہوگی، لہٰذا آپ فتح پور گوگیرہ روانہ ہوئے۔ جب دربار شریف کے نزدیک ہی نہر پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ وضو فرما رہے تھے۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا "اونٹنی والا مرید ہونے کے قابل ہے"۔ دراصل وضو کرنے والے شیر یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اونٹنی سے اترے اور مرید ہو کر حضور کی خدمت میں رہنے لگے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت شیر یزدانی نے آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ پیر محلوی کی خدمت میں سندیلیانوالی شریف بھیج دیا۔ آپ تقریباً بیس برس تک حضرت قطب الاقطاب کی خدمت میں آتے جاتے رہے اور ہمیشہ آپ کی خاص نظر عنایت اور محبت و شفقت سے فیضیاب رہے۔ گو آپ کی بیعت و خلافت حضرت شیر یزدانی سے تھی لیکن حضرت

قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اپنی طرف سے مجاز فرمایا۔

حضرت دیوان سید غلام دستگیر گیلانی سجادہ نشین قبولہ شریف کی بیعت صحبت حضرت سردار الاصفیاء سے تھی، ایک موقع پر آپ کا ذکر خیر ہوا تو حضرت دیوان صاحب فرمانے لگے "میں نے اپنی زندگی میں حضرت اعلیٰ سید سردار علی شاہ صاحب کا ہم پلہ کوئی ولی اللہ نہیں دیکھا"۔

تاجدار منگانی شریف حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے "میرے شیخ کا جس طرح نام سردار تھا اسی طرح آپ اپنے ہم عصر اولیاء اللہ کے سردار تھے"۔

حضرت سردار الاصفیاء نے تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ طالبان حق کو "علم لدنی" کا درس دیا اور ہزاروں بے عمل غافل مسلمانوں کو اپنی نگاہ ولایت سے پاکیزہ زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا، بالآخر وہ وقت سعید قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا جس میں وصل یار کی راحتیں اور مسرتیں عاشقانِ حق کیلئے ابدی حیات کا پیغام لاتی ہیں اور 8 شوال المکرم بروز منگل 1387ء بمطابق 9 جنوری 1968ء کو آپ نے بعمر 82 برس وصال فرمایا۔

آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے۔ فقط خلفائے عظام کی تعداد بھی پچاس سے زیادہ ہے۔ آپ کے اکابر خلفاء میں سے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادری بلوآنوی رحمۃ اللہ علیہ اور عاشق حق آگاہ حضرت پیر سید جلال شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور ہوئے۔ حضرت سردار الاصفیاء کی حیات مبارکہ میں ہی آپ کے ان محبوب خلفاء کا وصال ہوا تو حضور نے خود ان کے عرس لگوائے اور روضہ جات کی تعمیر کا بھی حکم صادر فرمایا اور اس محبت وشفقت کے پروردہ خلیفہ مجاز حضرت قبلہ عالم خواجہ پیر محمد کرم حسین قادری منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے۔

حضرت سید سردار علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ واقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا، کچھ دیر آپ کی بارگاہ واقدس میں مراقب رہے۔ قبلہ شاہ صاحب نے دُعا کروائی اور ہمیں آمین کہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ باہر آ کر بقیہ مزارات پر حاضری دی۔

موجود خدام حضرات نے مشروبات سے تواضع کی۔ سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور دُعا کروانے کے بعد اپنی اگلی منزل سنگھرہ شریف میں حضرت محمد غوث بالا پیر کی بارگاہ واقدس سے حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

حضرت محمد غوث بالا پیر رضی اللہ عنہ

امام المتقین والصالحین، سلطان الراشدین، ہادی السالکین، مرشد الراشدین، صورت شبر وشبیر، میر سید محمد غوث بالا پیر، آپ اپنے نانا پاک کی طرح یتیم پیدا ہوئے۔ آپ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور سید عبدالقادر ثانی کے پوتے تھے۔ والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے دادا عبدالقادر ثانی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ نے ابتدائی کتب مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں سید عبدالقادر ثانی نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سنگھرہ جانے کا حکم دیا۔ آپ سیر وسیاحت کیلئے ناگور، آگرہ، اجمیر، دہلی، ایبٹ آباد اور بالاکوٹ بھی تشریف لے گئے۔ بالاکوٹ کی نسبت نام بالا پیر پڑ گیا۔

آپ مشائخ قادریہ میں یکتائے زمانہ تھے۔ فرمایا کرتے تھے "کہ میرا نام جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نعل پاک کے تلوے پر لکھا ہوا ہے، جب آپ عالم بالا پر چلتے ہیں تو جس قدر وہ نام وہاں گھستا ہے اسی قدر دنیا میں میرا نام چمک اٹھتا ہے"۔

آپ کے روحانی اور اویسی خلفاء میں سید داؤد کرمانی (982ھ) شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ، اور سلطان ہاتھی وان رحمۃ اللہ علیہ (1250ھ) جیسے بزرگ شامل ہیں۔

آپ نے (9 شوال 955ھ/1548ع) کو رحلت فرمائی۔

"غوث بالا پیر اے سلطان من
از ولائے تو منور جان من
روز محشر عشق تو سامان من
در جہاں ہم یاد تو ایمان من

(مراۃ اختر)

دورانِ سفر جناب سید سید علی ثانی گیلانی مدظلہ العالی نے قبلہ شاہ صاحب کو فون پر فرمایا کہ میں بھی پہنچ رہا ہوں اور اکٹھے مل کر حضور غوث بالا پیر کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کریں گے۔

جناب سید سید علی ثانی گیلانی صاحب مدظلہ العالی کے والد بزرگوار (اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی عمر دراز فرمائے اور اُن کے فیوضات وبرکات ہمیشہ جاری وساری رہیں) محترمی جناب سید افضال شاہ گیلانی مدظلہ العالی ایک روحانی و بزرگ شخصیت ہیں اور حضور محمد غوث بالا پیر سے انتہا درجہ کی عقیدت ومحبت ہے، اور انہی کے قریب ایک مختصری رہائش میں قیام پذیر ہیں۔ کئی کتابیں کے مصنف بھی

ہیں۔ جناب سیّد سَید علی ثانی گیلانی صاحب نے اپنے والد گرامی کو بھی قبلہ شاہ صاحب کی آمد سے مطلع فرمایا ہوا تھا، ہم جب ستگھرہ شریف پہنچے تو احاطہ مزار سے قبل ہی آپ کے خدام، قبلہ شاہ صاحب کے استقبال کیلئے منتظر تھے اور چند ہی لمحوں میں قبلہ سید افضال شاہ صاحب بھی باہر تشریف لے آئے اور قبلہ شاہ صاحب کے ساتھ ہم سب کو خوش آمدید کہا۔

قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب ابھی اُن سے محوِ گفتگو تھے کہ جناب سیّد سَید علی ثانی گیلانی بھی تشریف لے آئے، اُن سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی، ابتدائی تواضع کے بعد جناب قبلہ سیّد سَید علی ثانی گیلانی اور جناب قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کی قیادت میں مزارِ مبارک حضرت محمد غوث بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے۔

اِن ساداتِ عظام کی قیادت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ قبلہ سیّد سَید علی ثانی گیلانی نے مزارِ مبارک کا تفصیلی تعارف کروایا، دُعا کروائی۔ احاطہ مزارِ مبارک سے باہر آئے اور بقیہ مزاراتِ مبارکہ پر حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔

ہمارا یہ روحانی دورہ، زیارات پر حاضری کے ساتھ ساتھ ایک تحقیقی دورہ بھی تھا۔ قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب ایک طویل عرصہ سے اپنے پیرانِ طریقت میں سے ایک بزرگ حضرت سید غلام محمد غوث گیلانی ستگھروی رحمۃ اللہ علیہ (مرشد محترم حضرت سلطان ہاتھی وان، جھنگ) کے مزارِ مبارک کی تلاش میں تھے۔ گو کہ کتبِ سوانح اور تاریخ میں تو درج ہے کہ آپ کا مزارِ مبارک بیرون روضہ حضرت غوث محمد بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ ہے لیکن نشاندہی نہ ہونے کی وجہ سے غیر معروف تھا۔ سیّد سَید علی ثانی گیلانی نے قبلہ شاہ صاحب سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان شاء اللہ اِس سفرِ زیارات میں اِس مقامِ مقدس کی نشاندہی کروادیں گے چنانچہ اِن کی ہمراہی میں اِس مقامِ مقدس پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت سید غلام محمد غوث گیلانی ستگھروی رحمۃ اللہ علیہ

سید غلام غوث بن سید غلام مرتضی بن سید نصر اللہ بن حضرت سید عبدالرزاق المعروف داتا شاہ چراغ لاہوری۔ آپ کی پیدائش ستگھرہ قلعہ میں ہی ہوئی جہاں آپ کے والد ماجد مقیم تھے۔ طبیعت شروع سے ہی عشق الٰہی کی طرف مائل تھی۔ تصوف کی ابتدائی منازل اپنے والد ماجد کے زیر اثر طے کیں۔ بعد میں سیر و سیاحت کا شوق گزرا تو سلطان پور لودھیاں ریاست کپورتھلہ، جہاں آپکا زیادہ تر ددھیالی خاندان آباد تھا...... وہاں چلے گئے۔ دل کو لگی تھی بس جاتے ہی اپنے چچا زاد بھائی اور برادر نسبتی سید امام حیدر بخش بن سید اللہ بخش بن سید اسماعیل بن داتا شاہ چراغ لاہوری، جو اسوقت مسند ارشاد پر متمکن تھے، انکی بیعت کر لی اور تصوف کی مزید منازل طے ہونے لگیں۔ امام حیدر بخش نے بھی خوب توجہ فرمائی۔ تھوڑے ہی وقت میں مرکز عرفان تک پہنچا دیا۔ اسوقت آپ کو سلطان پور سے لاہور اور لاہور سے ستگھرہ آنا پڑتا تھا عمر بھی ساتھ نہ دیتی نظر آتی تھی سو آپ نے ستگھرہ شریف کی درگاہ کا انتظام وانصرام سید غلام غوث کے سپرد کر کے مسند دعوت وارشاد آپ کے سپرد کر دی۔ اور اپنا خلیفہ نامزد کر دیا۔ آپ واپس ستگھرہ لوٹے اور مستقل سکونت اپنے جدامجد حضرت محمد غوث بالا پیر کے دربار عالیہ پر اختیار کر لی۔ اور خلق خدا فیض پانے لگی۔ سلطان ہاتھی بان نے بحکم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ستگھرہ کا رُخ کیا اور تمام نشانیاں پالینے کے بعد آپکی بیعت کر لی۔ آپ کا سن وصال 1750ء اور 1760ء کے درمیان ہے۔

جناب سیّد سَید علی ثانی گیلانی نے ایک چادر منگوائی اور قبلہ شاہ صاحب کے ہمراہ چادر پوشی کا شرف حاصل ہوا۔ دُعا کی سعادت حاصل ہوئی اور واپس آ کر محترمی قبلہ سید افضال شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی کے ہمراہ پُر تکلف لنگر شریف سے تواضع ہوئی اور کچھ دیر آپ کی صحبت میں قیام کے بعد اجازت طلب کی اور گاڑی میں سوار ہو کر کھوہ پاک روانہ ہوئے۔

کھوہ پاک میں حضرت سید شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت پیر سید غلام رسول گیلانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف گامن پاک کا انتہائی وسیع و عریض، خوبصورت و دلکش وپُر کیف مزارِ مبارک ہے۔ انتہائی خوبصورت کلس مبارک سونے کا بنا ہوا ہے۔ بیرونی اطراف میں مزید آرائش و تزئین کا کام جاری ہے۔ اِس مقامِ مقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔

مزارِ مبارک کے ساتھ مسجد شریف کے پہلو میں ایک کمرۂ تبرکات ہے، جس میں موجود نادر و نایاب اشیاء کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ پھر سجادہ نشین جناب پیر سید غلام صمدانی ماہی مدظلہ العالی سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ انتہائی پیار و محبت سے ملے، ابتدائی تواضع کے بعد قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے تحقیقی حوالہ سے کچھ معلومات حاصل کیں، سجادہ نشین صاحب سے دُعا کے طلب گار ہوئے اور اجازت لینے کے بعد حضرت سید شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کیلئے فتح پور شریف روانہ ہوئے۔

حضرت سید شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی و اسم گرامی سید شیر محمد اور والد ماجد کا نام سید موج دریا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو کہ مست وار فقیر تھے۔ آپ سادات حسنی، رزاقی اور شجرہ نسب کے لحاظ سے حضرت غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی چونتیسویں (34) پشت کے بزرگ تھے۔ چونکہ حضرت قطب الاقطاب پیر محلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد بزرگوار کی دُعا سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے آپ ہر سال ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے۔ ایک دفعہ آپ آئے تو حضور کی مجلس وعظ میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا، پھر کیا تھا آپ کی تبلیغ کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً قدموں میں بیٹھ گئے اور مرید ہونے کیلئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا شاہ جی! آپ ہمارے پیر ہیں۔ میں آپ کے والد بزرگوار کی دُعا سے پیدا ہوا۔ لہٰذا یہاں تو مرید بن کر رہنا پڑے گا۔ عرض کی میں آج سے پیر نہیں بلکہ غلام بن کر رہوں گا۔ بالآخر آپ نے اپنی بات پر عمل کر دکھایا اور 1307ھ بمطابق 1890ء کو حضرت قطب الاقطاب پیر محلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ مرید ہونے کے بعد آپ دربار شریف کی کچی مسجد اور ساتھ والے جنگل میں ذکر اسم اعظم اس طرح کرتے کہ لوگوں کو شبہ ہوتا کہ کوئی جنگلی شیر بول رہا ہے۔ جب اس واقعہ کا علم حضرت قطب الاقطاب کو ہوا تو آپ نے فرمایا وہ کوئی جنگلی شیر نہیں بلکہ میرا شیر ہے۔ پھر تقریباً دو سال کے بعد 1310ھ بمطابق 1892ء میں خرقہ خلافت اور خلیفہ اعظم کے لقب سے نوازے گئے۔

آپ نہایت کریم النفس تھے۔ بار ہا آپ کے سامنے درویشوں کی آپس میں لڑائی ہو جاتی تو بھی آپ انہیں کچھ نہ کہتے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے عرض کی حضور! آپ کی موجودگی میں بھی درویش جھگڑنے لگتے ہیں۔ انہیں کچھ ہدایت فرمایا کریں لیکن آپ نے فرمایا یہ اسی طرح لڑتے جھگڑتے جنت میں چلے جائیں گے۔

آخر وہ وقت سعید یعنی وصال دوست کی گھڑیاں قریب تر ہوتی گئیں، لہٰذا روز وصال جبکہ آپ رو بہ قبلہ لیٹے ہوئے تھے فرمایا ''سامنے سے ہٹ جاؤ''۔ پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر پیشانی پر رکھے اور فرمایا ''بسم اللہ خضر ہیں'' پھر ایسی کلام شروع کی جو کسی کو سمجھ میں نہ آ سکی اور بروز سوموار بوقت عصر 21 مارچ 1932ء آپ کی روح مقدس کا شہباز، عالم بالا کی جانب پرواز کر گیا۔ آپ کا سلسلہ اولاد آپ کے اکلوتے فرزند حضرت پیر سید غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا۔

کھوہ پاک سے فتح پور شریف کا فاصلہ کلومیٹرز میں تو اتنا زیادہ نہیں لیکن سڑک بہتر نہ ہونے کی وجہ سے فتح پور شریف پہنچنے میں کافی وقت لگ گیا۔ مغرب سے کچھ دیر قبل آپ کی بارگاہ اقدس میں موجود تھے۔ آستان قدس شیر ربانی کی چوکھٹ کو بوسہ دیا، چند آیات بینات کی تلاوت کا شرف حاصل کیا، قبلہ شاہ صاحب نے دُعا کرانے کی سعادت حاصل کی۔ یادگاری تصاویر بنائیں۔

نماز مغرب ادا کی اور گاڑی میں سوار ہو کر قبلہ سید سید علی ثانی گیلانی کی دعوت پر شیخو شریف روانہ ہوئے۔ رات سوا آٹھ بجے کے قریب شیخو شریف پہنچے، نماز عشاء ادا کی، جناب سید سید علی گیلانی صاحب کی طرف سے پُر تکلف کھانے کا اہتمام تھا، کھانے کے بعد تصوف کے موضوع پر تفصیلی گفتگو ہوتی رہی۔

بروز بدھ مورخہ 21 ستمبر 2011ء نماز فجر کی ادائیگی کے بعد پُر تکلف ناشتہ سے تواضع ہوئی، ناشتہ کے بعد قبلہ سید سید علی گیلانی صاحب ہمیں اپنی لائبریری میں لے گئے، قلمی و مطبوع کتابوں کی زیارت نصیب ہوئی۔ جناب قبلہ سید سید علی گیلانی صاحب نے پیران شیخو شریف سے متعلق کتابوں کے مکمل سیٹ ہماری نذر کئے اور پھر اُن کی قیادت میں پیران شیخو شریف کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا جن کا انتہائی مختصر تذکرہ پیش قارئین ہے۔

پیرانِ عظام شیخو شریف

حضرت سیّد سید محمد گیلانی الشیخوی رحمۃ اللہ علیہ

قدوۃ السالکین، حجۃ العاشقین، امام الواصلین شیخ الطریقت علیہ الرحمہ سید سید محمد سائیں، آپ داتا حسنین سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کا نسب مادری داتا شاہ چراغ لاہوری سے اسطرح ملتا ہے۔ سیدہ بی بی ہاجرہ بنت سید غلام مرتضی گیلانی بن سید عباداللہ نوری بن سید غلام غوث بن سید نصراللہ بن سید عبد الرزاق شاہ رحمۃ اللہ علیہ چراغ، آپ کی ولادت باسعادت (عروج ماہ ذوالحجہ 1180ھ/1769ء) میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کی بشارت جناب حسنین رحمۃ اللہ علیہ کو بالا پیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے اور آپ کی والدہ کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے خواب میں دی۔ آپ مادر زاد ولی تھے آپ کا بچپن دوسرے بچوں سے مختلف تھا، اکثر جذب و مستی کی کیفیت طاری رہتی بچپن سے ہی کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ آپ نے تربیت کے ابتدائی مراحل اپنے والد کے زیر سایہ طے کئے اور انکی وفات کے بعد اپنے بڑے بھائی سید عبد القادر کے دست مبارک پر بیعت

کر کے انکی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کی تمام تر زندگی مجاہدات پر مبنی ہے۔ کئی بار حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور تاحیات غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت اور راہنمائی سے مشرف رہے۔ آپ نے فرمایا کہ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے مجھے توکل، توبہ، ذکر و فکر، صدق و صفا، فنا و بقا، وجد و عرفان، خوف و رجاء، کے معنی تفصیلاً سمجھا کر فیض یاب کیا حتیٰ کہ میری صفات مٹ گئیں اور میں نے قرب حضوری کو پالیا۔ آپ سے اس قدر کرامات ظاہر ہوئیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ آپ کا وصال (1260ھ/ 3 اپریل 1849ع) ہے۔ آپ پہلے بزرگ ہیں جن کا مزار شیخو شریف بنایا گیا۔

حضرت سید عبدالرزّاق گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ

معین الملۃ والدین، عارف العارفین مرشد سادات، صاحب فہم و ادراک، ہادی عبدالرزاق پاک"، آپ سید عبدالقادر کے صاحبزادے اور سید سید محمد سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے۔ آپ کی ولادت (1209ھ/1792ع) میں ہوئی۔ تربیت کے ابتدائی مراحل اپنے والد ماجد کے زیر سایہ طے کئے پھر اپنے چچا سیّد سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کر کے سلوک و معرفت کی باقی ماندہ منازل طے کیں۔ آپ صاحب کرامت ولی تھے۔ آپ کی زلفیں شانوں تک تھیں۔ اسی سبب سے لقب ''زلفاں والی سرکار'' پڑ گیا۔ مزاج شریف اور زیادہ تر عادات اپنے چچا سے ملتی تھیں۔ (6 صفر المظفر 1304 /1887ع) میں 95 سال کی عمر میں وصال ہوا۔

حضرت سید احمد گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ

معین الفقراء، صاحب حلم و جود و سخاء، بے ریاء، مرشد و راہبر، ابو اکبر سید احمد شاہ صوفی صابر، آپ سید مہر علی رحمۃ اللہ علیہ بن سید سید محمد سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ کمال صبر و تحمل اور عبادت و ریاضت سے خلق میں صوفی صابر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ لکھنا پڑھنا معمولی جانتے تھے مگر آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ کئی علماء دین آپ کے مرید تھے۔ شرقپور میں آپکے مرید بکثرت تھے جب کبھی آپ تشریف لے جاتے تو پیر شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری آپ کی زیارت کیلئے خصوصاً حاضر ہوتے اور دیر تک آپکی صحبت سے بہرہ ور ہوتے۔ آپ قائم اللیل، صوم النہار اور کم گو تھے۔ بہت کم کھانا تناول فرماتے۔ پورے شیخو شریف سے آپ کی خدمت میں کھانے پیش کئے جاتے مگر آپ کبھی کبھار کوئی سالن چکھ لیتے اور باقی غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے۔ ہر وقت آپ کے آستانہ پر ضرورت مندوں کا ہجوم رہتا۔ آپ کی بیعت اپنے نانا سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے۔ آپ کے حجرہ اعتکاف پر نصب کتبے آج بھی اسکا بین ثبوت ہیں۔ آپ کے صرف ایک صاحبزادے تھے۔ جو کمسنی میں فوت ہو گئے۔ آپ کی ولادت (1255 / 1834ع) ہوئی اور آپ کی تاریخ وفات (11 رجب المرجب 1360ھ/1939ع) ہے۔ آپ کا مزار احاطہ دربار سید محمد سائیں رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

حضرت سید محمد حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم الفقراء، مجسم اخلاق نبویہ، مزین اطوار غوثیہ آپ سیّد سید علی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱ جمادی اول 1349ھ/15 اکتوبر 1930ع) بن سید فضل علی رحمۃ اللہ علیہ شاہ (متوفی 1309ھ) بن سیّد سیّد محمد سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے صوفیانہ عادات و خصائل پیدائشی تھے۔ ابتدائی کتب اپنے والد سے پڑھیں اور درس نظامی مولانا نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا، پابند شریعت اور کامل ہستی تھے۔ فراخی رزق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے بے مثل سخاوت کی صفت سے مزین کیا تھا۔ قحط کے زمانوں میں رشتہ داروں، مریدوں اور دیگر غرباء و مساکین کی ضروریات کو پورا فرماتے۔ آپ کی بیعت صوفی احمد شاہ صابر رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ اپنے ہمعصر معمر و مکرم مشائخ قادریہ کے نزدیک اپنی جوانی کے عالم سے ہی مستحسن حیثیت اور منفرد قدر و منزلت رکھتے تھے۔ خصوصاً محدث علی پور سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مخدوم صدر الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (ملتان)، سید اصغر علی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (بستی غلام قادر پاکپتن) اور سید قطب علی شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ (پیر محل)۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ اور نقشبندیہ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کی ولادت (1315ھ) اور وفات (21 ذیقعدہ 1378ھ/ 30 مئی 1959ع) میں شیخو شریف میں ہوئی۔ آپ کے خلفاء سادات میں قابل ذکر آپکے صاحبزادے سید مراتب غوث رحمۃ اللہ علیہ، سید افضال حسین زاد اللہ عمرہٗ، آپکے بھتیجے سید مشتاق حسین رحمۃ اللہ علیہ گیلانی الشیخوی (متوفی 23 جمادی الثانی 1404ھ / 26 فروری 1984ع) اور دیگر سادات کرام سید عبد الستار الجعفری البخاری رحمۃ اللہ علیہ (منڈی وار بٹن) سید قطب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (جھوک سیفل) اور میاں نیاز علی رحمۃ اللہ علیہ، میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ، میاں فاضل رحمۃ اللہ علیہ اور منشی علم الدین رحمۃ اللہ علیہ قادری صاحب مشہور ہیں۔

حضرت سید مراتب علی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب شرافت ونجابت، پیکر متانت، واقف رموز معرفت مرشدی سید مراتب علی رحمۃ اللہ علیہ بن سید محمد حسین گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بیعت تبرک سید احمد شاہ صوفی صابر سے تھی اور اپنے والد ماجد کی صحبت سے فیض حاصل کیا جو کہ ایک تبحر عالم دین تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد میٹرک ساہیوال سے کیا، اور یٹنٹل کالج پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا۔ اساتذہ کی طرف سے مراتب اختر کا خطاب ملا۔ عربی، فارسی اور انگریزی میں بھی یکساں عبور حاصل تھا۔ لاہور میں مولانا عبدالمجید سالک اور مولانا صلاح الدین سے صحبت رہی ساہیوال میں سید منظور حسین مجبور رحمۃ اللہ علیہ اور مجید امجد رحمۃ اللہ علیہ سے گہری دوستی تھی۔ لاہور میں قیام کے دوران حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی توجہ کے باعث یہ ماڈرن نوجوان، جدید غزل کا منفرد شاعر "جنگل سے پرے سورج" اور "گنج گفتار" کا خالق ہر چیز کو خیر آباد کہہ کر شیخو شریف چلا آیا اور مخلوق خدا میں مراتب غوث کے لقب سے مشہور ہوئے۔ باقی ساری زندگی سلسلہ قادریہ کی تبلیغ اور خدمت میں گزار دی۔ آپ کا ایک ہی بیٹا تھا جو کمسنی میں فوت ہو گیا۔ اور کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کی ولادت (1360ھ / 1939ع) میں ہوئی اور وفات (10 جمادی الثانی 1309ھ / 25 دسمبر 1988ع) کو ہوئی۔

پیرانِ شیخو شریف کی بارگاہوں میں حاضری کے بعد واپس خانقاہ روانہ ہوئے، جناب سیّد سَید علی ثانی گیلانی صاحب نے مادی ومعنوی تحائف سے نوازا۔ جس کے بعد جناب سے اجازت طلب کی اور اپنی اگلی منزل سندھلیانوالی شریف میں حضرت پیر سید قطب علی شاہ بخاری کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

حضرت پیر سید قطب علی شاہ بخاری پیر محلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی واسم گرامی سید قطب علی شاہ اور والد ماجد کا نام سید امام علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ سادات حسینی اور شجرہ نسب کے لحاظ سے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی سولھویں پشت کے بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت حضرت سید موج دریا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ آپ کے خلیفہ اعظم حضرت سید شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار تھے) کی دعا سے 1849ء کو پیر محل شریف میں ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد میں کافی بزرگ بڑے ولی اللہ ہوئے ہیں۔

آپ تیئس برس کی عمر میں چراغ حق نما حضرت سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ حضرت سلطان ہاشمی والن رحمۃ اللہ علیہ (میرک شریف، شورکوٹ) کے مرید ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ نے کافی عرصہ اپنے شیخ کی خدمت میں گزارا اور بعد از وصال شیخ سلسلہ طریقت میں ان کے جانشین ٹھہرے، چونکہ آپ کے شیخ کی اولاد ظاہری نہیں تھی اکثر احباب اور مریدین جب اولاد کیلئے عرض کرتے تو آپ فقط یہی جواب دیتے کہ میرا بیٹا قطب ہی کافی ہے۔ آپ کے شیخ جب آپ کے ہاں تشریف لے جاتے تو کم از کم چھ ماہ تک وہیں ٹھہرے رہتے جو کہ پیر محل اور مرید کی بے مثال محبت کا آئینہ دار ہے۔

آپ علم اصول وفروع میں جید عالم اور اپنے علاقہ کے بہت بڑے رئیس تھے۔ دینی ودنیاوی مسائل کے حل کیلئے تقریباً ڈیڑھ دو سو آدمی ہمیشہ در اقدس پر موجود رہتے۔ ہزار ہا کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں اور کئی نامور ڈاکو آپ کی چشم عنایت سے کامل ولی اللہ بن گئے۔ آپ فرماتے انسان کو واجب ہے کہ محدث چیز میں مشغول نہ ہو۔ قدیم کا طالب ہو، دنیا وآخرت محدث ہیں اور ذات باری تعالی قدیم ہے۔ وہ شخص غافل نہیں جو نعمت میں مشغول ہو اور نعمت کے دینے والے سے غافل ہو۔

ایک دفعہ اپنے خلیفہ اعظم حضور سیدنا شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دریائے راوی کے نزدیک ایک بلوچ کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ شام کو وہاں پہنچے، جب صبح سویرے وہاں سے رخصت ہونے لگے تو وہ بوڑھا بلوچ دست بستہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی حضور! ابھی تو ہماری سک بھی نہ اتری تھی۔ آپ نے فرمایا میاں جب سک اتر جائے تو باقی کیا رہتا ہے؟ لہٰذا سک تو ہمیشہ رہنی چاہئے۔

ایک روز کسی درویش نے عرض کی حضور! مجھے قبر سے بہت ڈر لگتا ہے کہ وہاں تنہائی ہوگی۔ آپ جوش میں آئے اور فرمایا تمہیں قبر میں بعد ازاں اتاریں گے پہلے میں وہاں بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہوں گا۔ وصال سے ایک روز قبل آپ نے منادی کروائی کہ جو لوگ مرید ہونا چاہیں آج ہو جائیں اور اس روز صبح سے لے کر شام تک لوگ مرید ہوتے رہے۔

پھر زبان مبارک دہن مبارک میں تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی میں گردش کرنے لگی اور نبض کا کوئی پتہ نہ چلا۔ بالآخر بروز جمعرات بوقت اشراق 22 دسمبر 1927ء کو آپ نے بعمر 78 برس وصال فرمایا۔

بارگاہِ قطب الاقطاب میں حاضری کی سعادت حاصل کی، ختم شریف پڑھا اور قبلہ شاہ صاحب نے دُعا کروائی، درگاہ شریف کی طرف سے لنگر سے تواضع کی گئی۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے حسب ذوق چند کتب اور تصاویر خرید فرمائیں اور الوداعی سلام کے بعد چند کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع قاضی غالب میں عظیم صوفی بزرگ و پنجابی کے مشہور شاعر حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ سے شائع ہونے والا رسالہ ''لعل ہیرے'' کے مطابق حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ یکم شعبان 1101 ہجری بمطابق 10 مئی 1690ء حضرت شیخ محمد امین کے گھر پیدا ہوئے اور 14 شعبان 1199ھ بمطابق 8 جون 1785ء اس دارِ فانی کو الوداع کہا اور موضع قاضی غالب میں مدفون ہوئے۔

حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صوفیانہ شاعری میں مخلوقِ خدا کو پیغام حق پہنچایا اور سرکارِ دوعالم ﷺ سے عشق و محبت کی تلقین فرمائی۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ مبارک ہے کہ آپ ایک واصل باللہ بزرگ ہو گزرے ہیں اور اِن عظیم ہستیوں نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی موضع قاضی غالب میں تشریف فرما تھے، کسی شخص نے کہا حضرت! میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ بہت اچھے آدمی تھے، آپ نے جواباً اپنی مقامی زبان میں ارشاد فرمایا

کیوں کافر تھیندیں واصل باللہ بزرگ کوں آدمی آہندیں

حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نگرانی میں تعمیر کروایا اور اِس تعمیر میں حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں نے حصہ لیا۔ حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، ختم شریف پڑھا، دُعا کے بعد باہر آئے اور آپ کے بارے میں مطبوعہ کتب کا پتہ کیا۔ ایسی کوئی کتاب تو نہ ملی، البتہ سہ ماہی رسالہ ''وسیب'' خریدا، برکت کیلئے ایک چھوٹے سے ہوٹل سے چائے نوش کی۔ اسی اثناء میں ایک شخص ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ سجادہ نشین صاحب آپ کو بُلا رہے ہیں۔ اُن کی رہائش گاہ پر روانہ ہوئے، سجادہ نشین صاحب حضرت قاضی اللہ بخش صاحب سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نے بڑی گرم جوشی اور پیار و محبت سے ہمیں خوش آمدید کہا۔ فوراً ٹھنڈے و میٹھے مشروبات سے تواضع کی گئی۔ سلسلۂ گفتگو جاری ہوا، سید رفاقت علی شاہ صاحب نے حضرت میاں علی حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چند معلومات طلب فرمائیں۔ آپ کے پاس جو زبانی و تحریری معلومات تھیں وہ قبلہ شاہ صاحب کو فراہم کیں۔ اِس کے علاوہ آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے کئی قدیم قلمی نسخہ جات کی زیارت کروائی اور آپ کے احوال و مناقب پر طویل عرصہ قبل شائع ہونے والی ایک کتاب بھی عاریتاً عنایت فرمائی۔ تصوف کے موضوع پر بڑی دلچسپ گفتگو جاری تھی لیکن وقت کی کمی آڑے تھی کیونکہ ابھی ہمارے سامنے ایک طویل سفر باقی تھا۔ جس بناء پر سجادہ نشین صاحب کا شکریہ ادا کیا، دُعا کی درخواست کی اور اجازت لے کر روانہ ہوئے۔

ہماری اگلی منزل ضلع بہاولنگر کی تحصیل چشتیاں تھی۔ جہاں پر موجود کاملین اولیاء کے مزارات مبارکہ اور قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کے ایک عزیز دوست اور دفتری رفیقِ کار جناب کیپٹن (ر) عبدالمجید صاحب سے ملاقات کرنا تھی۔ پیر محل سے کچا کھوہ، وہاڑی اور حاصل پور سے ہوتے ہوئے رات 8 بجے چشتیاں شریف پہنچے، اپنے میزبان کو باہر سڑک پر منتظر پایا، ملاقات ہوئی اور اُن کی ہمراہی میں اُن کے در دولت روانہ ہوئے۔ جہاں پر عشائیہ میں پُر تکلف کھانے کا اہتمام تھا۔ کھانا تناول کیا اور مختصر بات چیت کے بعد صبح کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

بروز جمعرات 22 ستمبر 2011ء نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا اور بستی ''تاج سرور'' روانہ ہوئے تاکہ زیارات کا شرف حاصل کیا جائے۔

حضرت سید چراغ الدین شاہ ہراتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید چراغ الدین شاہ ہراتی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الہند، غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کے بھانجے بتائے جاتے ہیں۔ آپ کے والدِ محترم کا نام سید ناصر الدین تھا، آپ ہرات سے اجمیر تشریف لائے اور وہاں تقریباً 17 سال تک حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا اور پھر اُنہیں کے حکم پر اجمیر سے رخصت ہو کر اِس مقام پر جہاں اب آپ کا مزار مبارک ہے مستقل سکونت اختیار کی اور 80 سال کی طویل عمر میں یہیں وصال فرمایا۔ حضرت سید چراغ الدین شاہ ہراتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک حضرت بابا فرید

الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت بابا تاج الدین سرور رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے متصل ہے۔

اِس بابرکت اور مقدس مقام پر حاضری کا شرف حاصل کیا، ختم شریف پڑھا، پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب نے دُعا کروائی اور پھر حضرت بابا تاج الدین سرور کی بارگاہِ اقدس میں روانہ ہوئے۔

حضرت شیخ تاج الدین تاج سرور رحمۃ اللہ علیہ

ضلع بہاولنگر کی تحصیل چشتیاں کی ایک بستی تاج سرور کے نام سے آباد ہے، وہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت شیخ تاج الدین تاج سرور رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم و مشہور ہے۔ حضرت شیخ تاج الدین تاج سرور رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ محترم حضرت بابا صاحب کے وصال کے بعد مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ باقاعدگی سے آپ کے مزار مبارک پر حاضری دیا کرتے تھے۔ اِس علاقہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ قحط سالی کی صورت میں اگر اِس خانقاہ مبارکہ میں نمازِ استسقاء ادا کی جائے تو بارش ہو جاتی ہے۔

اِس بابرکت مقام پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ کچھ دیر حضرت کی بارگاہ میں مراقب رہے اور دُعا کے بعد باہر آکر حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ 14 رمضان المبارک 1142ھ قصبہ چوٹالہ میں پیدا ہوئے۔ حفظِ قرآن پاک کے بعد مہار شریف میں ہی رہ کر عقلی و نقلی علوم حاصل کرتے رہے۔ انہی ایام میں دہلی میں حضرت مولانا فخر الدین فخر جہان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خدمت دین میں سرگرم تھے۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پہلے آپ کی شاگردی اختیار کی اور پھر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور واپس مہار شریف آکر رُشد و ہدایت کی وہ شمع روشن کی، کہ تمام پنجاب اُس کی روشنی سے جگمگا اُٹھا اور ایک عالم کو انوارِ رحمت سے فیض یاب کیا۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری اور پھر اندرون و بیرون بقیہ مزارات مبارکہ پر حاضری اور دعا کے بعد موضع بخشن خان میں حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

حضرت خواجہ پیر عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ پیر عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ خانوادۂ اویسیہ کے مشائخ کے بعد اور اولیائے عظام میں سے تھے۔ فقر میں عالی مرتبہ اور بلند شان رکھتے تھے۔ فیض باطنی حضرت طاؤسِ یمنی خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔ تمام عمر طالبانِ حق کو تلقین و ہدایت میں صرف کی۔ آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع تھا۔ دُور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کو آتے اور دامنِ فیض سے وابستہ ہو کر بامراد واپس جاتے۔ یوں تو آپ کے حلقہ بگوشوں کی تعداد بے حد و حساب ہے لیکن خلفائے مجاز تین حضرات ہوئے۔ ایک حضرت سید محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے حضرت خواجہ حکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے حضرت میاں محرم رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ عبدالخالق آخری عمر میں دنیا سے بالکل بیگانہ ہو گئے تھے، ہر وقت مراقبہ میں رہتے اور لوگوں سے بہت کم ملا کرتے، بالآخر 26 ذی الحجہ 1187ھ کو وہ امانت و نعمت جو فیضانِ اویسیہ سے آپ کو حاصل ہوئی تھی، اپنے خلفِ اکبر کے سپرد کر کے دُنیا سے کوچ فرما گئے۔

الحمدللہ، آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، دُعا کے بعد جب باہر آئے تو خادم دربار نے روک لیا اور کہا کہ آپ خواجہ صاحب کے مہمان ہیں، اور چائے پیے بغیر نہیں جا سکتے۔ چائے پی اور گاڑی میں سوار ہو کر اپنے میزبان کے ڈیرہ پر روانہ ہوئے، کچھ دیر وہاں قیام کیا، قبلہ شاہ صاحب نے دُعا کروائی اور واپس اُن کے گھر پہنچ کر دوپہر کا کھانا تناول کیا اور نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد ایک کیتھلی بزرگ حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے قبولہ شریف روانہ ہوئے۔

حضرت شاہ ابو موسیٰ ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو شاہ محسن کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے اور جلیل القدر خلیفہ ہوئے ہیں۔ مادر زاد ولی تھے، بچپن ہی سے آثارِ بزرگی ظاہر تھے۔ اوائل عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ 18 سال کی عمر میں علوم متداولہ مہارت حاصل کر لی تھی، جس کی وجہ سے آپ کے تبحر علمی کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا۔ آپ کے قبولہ شریف تشریف لانے سے قبل ایک بزرگ کوٹ قبولہ کی گلیوں میں جاروب کشی کیا کرتے تھے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ یہ کس کیلئے ہے تو جواب دیتے" یہاں عنقریب ایک شیرِ خدا آرہا ہے

جو پیران پیر دستگیر کا لختِ جگر ہے"۔

حضرت شاہ موسیٰ ابو الکارم رحمۃ اللہ علیہ نے 985ھ تولہ شریف میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک آپ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرز پر تعمیر کر دیا گیا تھا۔

حضرت شاہ موسیٰ ابو الکارم رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی سراپا کرامت تھی۔ آپ کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ جو شخص بھی آپ سے بیعت کرتا، اُسی شب اُس شخص کو جناب سرکار مدینہ ﷺ اور جناب سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی سعادت حاصل ہو جایا کرتی تھی۔

حضرت شاہ موسیٰ ابو الکارم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے، حضرت شاہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد و امجاد آپ کے سلسلۂ مبارکہ کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس وقت حضرت دیوان غلام دستگیر سجادہ نشین ہیں۔

اس عظیم بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دُعا کے بعد سجادہ نشین صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت انتہائی نحیف اور کمزور ہو چکے ہیں اور قدرتِ الٰہی کے جلووں میں محو ہیں۔ اُن کے منتظم خاص کے واسطہ سے آپ سے انتہائی مختصر بات چیت ہوئی اور دُعا کی درخواست کی۔ لنگر شریف سے تواضع ہوئی، اُس کے بعد اجازت طلب کر کے اپنے میزبان کے گھر روانہ ہوئے اور رات وہیں قیام کیا۔

بروز جمعۃ المبارک مؤرخہ 23 ستمبر 2011ء نماز فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا، چشتیاں شریف سے حاصل پور اور وہاڑی سے قبل قصبہ سید جمال روانہ ہوئے تاکہ سید سردار علی شاہ بخاری کے خلیفہ اور تاجدار منگانی شریف کے پیر بھائی حضرت سید جمال کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کریں۔

قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کر کے کچھ معلومات طلب کیں اور اجازت کے بعد خلیفۂ تاجدار منگانی شریف جناب محمد یار نصر اور اُن کے صاحبزادگان کے پُرزور اصرار پر عارف والہ روانہ ہوئے۔

محمد یار نصر صاحب کے گھر کے قریب قدیم مسجد کو شہید کر کے نئی مسجد کی تعمیر شروع تھی اور آج کے مبارک دن اُس کا سنگِ بنیاد رکھنا تھا، یہ سعادت قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کے حصہ میں آئی۔ اس کے بعد اُن کے گھر پر پُرتکلف کھانے سے تواضع ہوئی، وقت کی کمی بھی شدید آڑے آ رہی تھی۔ کھانا تناول کر کے بعد صاحب خانہ سے اجازت کے طلبگار ہوئے اور گاڑی میں سوار ہو کر بارگاہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ

اجودھن کی بستی جو حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک سے بقعہ نور بن گئی اور جس سے اسلام کی ایسی نورانی کرنیں جاری ہوئیں جنہوں نے برصغیر اور خراسان کو روشن کر دیا۔

آپ وہ منفرد شخصیت ہیں کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہ کے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دُعا مانگی اور عرض کی باری تعالیٰ ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا۔ غیب سے آواز آئی۔

"ہم نے فرید رحمۃ اللہ علیہ کو قبول کیا اور وہ وحید العصر ہوگا"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ایک چھوٹے سے کمرے میں ہے جسکے دو دروازے (مشرق اور جنوب کی جانب) رکھے گئے ہیں لیکن اس چھوٹے سے کمرے میں اتنی خلقت سما جاتی ہے جس کا اندازہ مشکل ہے۔ چھوٹا کمرہ ہونے کی وجہ مختلف کتابوں میں کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے۔

ایک تو یہ مقام آپ رضی اللہ عنہ کا حجرہ خصوصی تھا اور دوسرا جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی تعمیر شروع کی تو اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ پاک مٹی سے اینٹیں تیار کی جائیں اور ہر اینٹ کو پکانے کے بعد تین بار دھویا جائے اور پھر ہر اینٹ پر ایک مرتبہ قرآن پاک پڑھا گیا۔ راج اور مزدور جو تعمیر کے کام پر مقرر تھے ان کو اس بات پر پابند کیا گیا کہ وقتِ تعمیر باوضو ہو کر کام کریں اس تمام اہتمام کو ملحوظ رکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک تعمیر ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک (جانب جنوب) جو دروازہ ہے اسے جنتی دروازے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مختلف روایات مختلف کتابوں میں مذکور ہیں۔

اس جنتی دروازے کے متعلق حضرت نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے مجھ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ جو

شخص اس دروازہ سے گزرے گا جنتی ہے، الفاظ حدیث اس طرح ہیں۔

''جو اس دروازہ میں داخل ہوا امان پا گیا''

جو حضرت بابا ؓ کے مسلک یعنی طریقت اور سلوک الی اللہ کو طے کرے وہ جنتی ہے۔ (ہشت بہشت)

کتاب تذکرۃ الاولیائے پاکستان کے مطابق حضرت نظام الدین اولیاء ؓ مزار مبارک کی تعمیر کے بعد جنوبی دروازہ کے پاس کھڑے تھے کہ اچانک فرط جوش میں پکار اُٹھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو اس دروازہ میں داخل ہوگا نجات پائے گا۔

کتاب مخزن چشت کے مطابق حضرت نظام الدین اولیاء ؒ دہلی سے جب پاکپتن تشریف لائے تو اپنے مرشد کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ ؓ کے روحانی اشارہ پر آپ ؒ نے بابا صاحب کے صاحبزادوں کو کہا کہ حضرت کو ان کے مخصوص حجرہ میں دفن کیا جائے۔ اس سے پہلے آپ ''گنج العلم'' کے مقام پر مدفون تھے۔ (یہ مقام اب بھی موجود ہے اور اس مقام پر سنگ مرمر کی ایک تختی لگی ہوئی ہے جس پر درج ہے ''اولین آرام گاہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ؓ'' یہ مقام ایک کمرہ میں واقع ہے اور اس مقام پر دو اور قبور بھی ہیں۔ پہلی قبر بابا صاحب کے ایک فرزند حضرت شیخ شہاب الدین ؒ کی ہے جو گنج علم کے نام سے مشہور ہوئے اور دوسری قبر حضرت دیوان اللہ جوایا ؒ کی ہے)

جس وقت حضرت شیوخ العالم ؒ کے تابوت مبارک کو اس پہلی آرام گاہ سے نکال کر حجرہ خاص کی طرف لے جا رہے تھے تو حضرت نظام الدین اولیاء ؒ نے بھی تابوت کا ایک پایہ اُٹھایا ہوا تھا کہ یکایک حضرت نظام الدین اولیاء ؒ غش کھا کر گر پڑے اور پایہ آپ ؒ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا لیکن اس کے باوجود وہ پایا اونچا ہی رہا اور اس میں کوئی جھکاؤ نہ آیا کچھ دیر بعد پوچھا گیا کہ حضرت آپ ؒ کیوں بے ہوش ہو گئے تھے تو آپ ؒ نے جواب میں فرمایا کہ جب میں تابوت کا پایہ پکڑے ہوئے تھے تو جناب رسالت مآب ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہ پایہ مجھ سے لے لیا اور فرمایا'' کہ میں بھی اپنے دوست کے جنازہ میں شرکت کروں گا'' جونہی یہ الفاظ میرے کانوں تک پہنچے تو میں غش کھا کر گر گیا اور وہ جگہ جہاں نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک پڑا تھا، اس جگہ کو جنتی دروازہ کہا جانے لگا۔ جس شخص کا قدم اس جگہ پر پڑ جائے گا جہاں پر نبی اکرم ﷺ نے قدم رکھا تو وہ شخص جنتی ہو جاتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد صرف مشرقی دروازہ زائرین کیلئے کھلا رکھا گیا اور جنوبی دروازہ جسے ''جنتی دروازہ'' کہا جاتا ہے بند کر دیا گیا۔ صرف عرس کے موقع پر اس باب جنت کو کھولا جاتا ہے اور لوگ اس میں سے گزرتے ہیں۔

روضہ مبارک سے باہر ساتھ ہی ایک چھوٹی سی قدیم مسجد ہے جسے مسجد الاولیاء کہتے ہیں۔ اس مسجد کے بارے میں بے شمار روایات ہیں کہ یہ بابا صاحب ؓ کے زمانے کی مسجد ہے اور اس میں بے شمار اولیاء اللہ موجود رہے اور ایک قول کے مطابق اس میں ہمیشہ کسی نہ کسی ولی کا موجود ہونا بتایا جاتا ہے۔

مسجدِ اولیاء کے ساتھ ایک وسیع و عریض عمارت جس کو سلطان محمد تغلق نے تعمیر کروایا تھا، اس مقام پر سب سے اہم اور نمایاں قبر مبارک حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ؓ کے پوتے حضرت علاؤ الدین موج دریا ؒ کی ہے۔ جو حضرت شیخ بدر الدین سلیمان ؒ کے صاحبزادے ہیں اور آپ کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے اور دوسرے سجادہ نشین یا دیوان دوم کہلائے۔

اسی حجرہ مبارکہ میں اُن سجادہ نشینوں کے مزارات مبارکہ جو حضرت بابا صاحب کی مسند پر تشریف فرما رہے۔ ان میں ایک قبر حضرت بابا صاحب کے 25 ویں سجادہ نشین حضرت دیوان سید محمد کی ہے، جن کو اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب ؒ کی حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ ان کے ایک فرزند حضرت دیوان غلام قطب الدین 26 ویں سجادہ نشین ہوئے جن کا اگست 1986ء میں وصال ہوا اور اُن کے فرزند دیوان مودود مسعود ہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ؓ اور بقیہ زیارات کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر براستہ دیپالپور، حجرہ شاہ مقیم پہنچے۔

دربار شریف کی مسجد میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد دم میراں حضرت بہاول شیر ؒ کے مزار مبارک اور دوسرے مزارات مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ دُعا کے بعد باہر آئے اور سجادہ نشین صاحب سے ملاقات اور دُعا کے بعد لاہور روانہ ہوئے۔ رات کافی دیر سے اپنے میزبان محمد فرقان قادری کی رہائش گاہ پہنچے، کھانا تناول کیا۔

کچھ دیر آرام کیا اور نماز فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد قصور میں حضرت بلھے شاہ ؒ کے دربار اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ (حضرت بلھے شاہ کے حوالے سے اس بندۂ ناچیز کا ایک مضمون شمارہ نمبر 31 صفحہ 50 کی زینت بن چکا ہے)۔ مزار مبارک پر کافی ہجوم تھا، حاضری کا شرف حاصل ہوا قبلہ سید رفاقت

علی شاہ صاحب اور بقیہ احباب کو حضرت بلھے شاہ کی بارگاہِ اقدس سے چادروں کا نذرانہ عطا ہوا پھر حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور دربار حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر الوداعی سلام کے بعد لاہور ہائی کورٹ کے قرب میں ساداتِ گیلانیہ پر حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

حضرت سید عبدالرزاق المعروف حضرت شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر آج کل تزئین و آرائش کا کام جاری ہے۔ حجرہ مبارکہ حضرت شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور بیرون اطراف میں موجود مزاراتِ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ نادر تصاویر بنائیں۔

قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے کچھ تحقیق فرمائی، خادم مزار کی طرف سے چائے پیش کی گئی۔ فاتحہ اور الوداعی کی دُعا کے بعد حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا پھر علاقہ گوالمنڈی میں لاہور ہوٹل کے قریب شاہ ابوالمعالی روڈ پر حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصل نام شاہ خیر الدین محمد تھا۔ کنیت ابوالمعالی اور تخلص غربتی تھا۔ روحانی دنیا میں شاہ ابوالمعالی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کا تعلق ساداتِ کرمانی سے تھا۔ آپ کے والدِ محترم حضرت شیخ داؤد کرمانی کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ کی ولادت 960ھ اور سالِ وصال 1024ھ ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ جو شخص بھی آپ کی بیعت کرتا اُس کو اُسی رات حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہو جاتا۔

مقبرہ کے اندر چار قبورِ مبارکہ ہیں۔ ایک حضرت شاہ ابو المعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی، دوسری آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی، تیسری آپ کے پوتے اور چوتھی حضرت شاہ محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔

حضرت شاہ ابو المعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کی سعادت حاصل کی، خادمِ مزار نے قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کو ایک چادر اور پھولوں کا ایک گلدستہ نذر کیا۔ باہر آ کر خادم نے چائے سے تواضع کی۔ نمازِ ظہر ادا کی۔ اِس کے بعد ایک بہت بڑے اسلامی میوزیم جس میں کثیر تعداد میں تبرکات مقدسہ موجود ہیں اِن کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

تبرکات کی زیارت کے بعد حضرت میاں میر قادری کی بارگاہ میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے، آپ کے مزارِ مبارک کے قُرب میں کچھ دیر مراقب رہے، ختم شریف پڑھا اور دُعا کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر اپنے میزبان جناب محمد فرقان قادری کے گھر روانہ ہوئے، رات اُن کے گھر قیام رہا۔

مؤرخہ 25 ستمبر 2011ء نمازِ فجر کی ادائیگی اور ناشتے کے بعد حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے شہر لاہور کو الوداع کہتے ہوئے براستہ موٹر وے فیصل آباد پہنچے۔ ڈھڈی کلاں میں حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور سفر کرتے کرتے بالآخر کوئے شہر یاراں منگانی شریف پہنچ گئے۔

اے طالبانِ شوق چلو کوچۂ ابرار
سایہ فگن جہاں پہ میرے پیر کے انوار
خاصانِ الٰہی میں جو ممتاز و مکرم
اُس منبع عرفاں کا منگانی میں ہے دربار

تاجدارِ منگانی شریف حضرت محمد کرم حسین حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گہر بار میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ سجادہ نشین حضرت پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، جنہوں نے کمال محبت اور مہربانی فرماتے ہوئے کافی وقت عنایت فرمایا، پُرتکلف لنگر شریف سے تواضع ہوئی۔

کتاب زیاراتِ ایران اور قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کے سوانح اور اُن پر تاثرات کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اُس کے بعد اجازت کے طلبگار ہو کر جھنگ شہر روانہ ہوئے۔

جھنگ شہر میں حضرت سید امان اللہ ہاتھی وان کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا، کچھ دیر آپ کی بارگاہ میں مراقب رہنے کے بعد باہر آئے، گاڑی میں سوار ہو کر براستہ سرگودھا، راولپنڈی کیلئے روانہ ہوئے اور پانچ روزہ روحانی زیاراتِ مقدسہ جو ڈھوک کشمیریاں سے شروع ہوا تھا، ڈھوک کشمیریاں پر ہی اختتام پذیر ہوا۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اِن حاضریوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمانے کے بعد انہیں ہماری بخشش و مغفرت کا سبب بنا دے۔ (آمین)

بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆☆☆☆☆